بفیض روحانی تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز

جناں بنے گی محبانِ چار یار کی قبر　　جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

(سرکار اعلیٰ حضرت)

مولائے کائنات اور ساداتِ کرام کی جھوٹی محبت کا دعویٰ کرنے والوں کے مکر و فریب
کو ظاہر اور اُجاگر کرنے والی کتاب

# مولائی فرقہ کی حقیقت


مرتبہ
خلیفہ حضور بدر ملت، حضور تاج الشریعہ و علامہ میلسی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
حضرت مولانا صوفی عبد الصمد قادری رضوی نوری اورنگ آبادی
مدرسہ گلشن بدر رضا، مقام رضانگر، ہشام پور، ضلع بلرام پور (یوپی)



شائع کردہ
جماعت رضائے مصطفیٰ دار العلوم ضیائے اختر کمیٹی
وقف نمبر 3،0333 / A1551 – ساؤتھ سائڈ ریشم وارڈ۔ اندر پورہ لالہ پان سینٹر،
سورت، گجرات۔ 395001 رابطہ: 9879522240

۷۸۶
۹۲

بفیض روحانی: تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہ العزیز

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جاں و یک دل
ابو بکر و فاروق، عثماں، علی ہے

صدق و عدل و کرم و ہمت میں
چارسو شہرے ہیں ان چاروں کے

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردارِ دو جہاں
اے مرتضی عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

(سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

# مولائی فرقہ کی حقیقت

مرتبہ: خلیفۂ حضور بدر ملت و تاج الشریعہ و علامہ میلسی صاحب قبلہ
حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قادری رضوی نوری اورنگ آبادی
مدرسہ گلشن بدر رضا۔ رضانگر، ہشام پور ضلع بلرام پور (یوپی)

شائع کردہ:
جماعت رضائے مصطفیٰ۔ دار العلوم ضیائے اختر کمیٹی،
وقف نمبر۔A3/15010333 ساؤتھ سائیڈ، ریشم واڈ، اندر پورہ،
لالہ پان سنٹر سورت۔ (گجرات) 395001۔
Mobile: 9879522240

# فہرست مضامین



Price: 40

# تائیدی کلمات

## حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب قبلہ قادری رضوی زید مجدہٗ

مفتی واستاذ جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد (یوپی)

علی سے محبت عمر سے عداوت
کہیں بھی ہوئے جمع نور و غواہب

روافض پہ واللہ قہرِ علی ہے
خوارج پہ فاروقِ اعظم معاتب

وہی تو محبّانِ حیدر جو رکھیں
تقیّے کی تہمت سرِ شیرِ غالب

(از سرکارِ اعلیٰ حضرت حدائقِ بخشش حصہ سوم)

رافضیت کا فتنہ کوئی نیا فتنہ نہیں ہے بلکہ روافض دورِ صحابہ سے لے کر اب تک نئے نئے لباس میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اس دور میں بھی مختلف ممالک پر اپنا قبضہ جمائے ہوئے ہیں اور اب اہلِ سنّت و جماعت کے سیدھے سادھے افراد کو محبتِ اہلِ بیت اطہار کا جھانسہ دے کر رافضی بنانے کی در پر ہیں ایسے میں علمائے اہلِ سنّت اور حامیانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اردگرد ماحول کا جائزہ لیتے رہیں عوامِ اہلِ سنّت کو عقائدِ اہلِ سنّت سے روشناس کرائیں اپنی تقریروں اور تحریروں میں روافضِ زمانہ خصوصاً جدید رافضیت نام نہاد مولائی فرقے کا پُرزور رد کریں تاکہ اہلِ سنّت و جماعت سے منسلک افراد اُن کے دامِ فریب میں نہ آئیں اور اپنے دین و ایمان کی حفاظت کریں نیز مجالسِ دینیہ میں عظمتِ صحابہ اور رد روافض پر بیانات

دیتے رہیں تاکہ عوام میں یہ فتنہ سرایت نہ کرے۔

بڑی مسرت ہوئی کہ اِس جدید فتنے کے رد میں ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قبلہ قادری اورنگ آبادی مدظلہ العالی نے ایک اہم کتاب مرتب فرمائی ہے جس کا نام ''مولائی فرقے کی حقیقت'' یعنی ''اہلِ بیت کے نام پر رافضیت کے فروغ کا فتنہ'' رکھا ہے انہوں نے رافضیت کے آغاز وانجام کو مختلف حوالوں سے مزّین کر کے جامع طریقے سے تحریر فرمایا ہے نیز نام نہاد مولائی فرقے کی حقیقت اور اُس سے بچنے کی راہ کو بھی بیان فرمادیا ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اِس کتاب کے ذریعے عوام اہلِ سنّت کو اس خطرناک فتنے سے بچائے اور مرتب محترم کو اِس عظیم خدمت پر دنیا وآخرت میں خیرِ کثیر سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم و علیٰ اٰلہٖ و صحبہٖ وبارک وسلم

فقیر محمد عبدالواحد قادری رضوی حبیبی غفرلہٗ

۲۸/محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۵/اگست ۲۰۲۴ء بروز ایمان افروز اور شیطان سوز دوشنبہ مبارکہ

# مولائی فرقہ

## یعنی اہلِ بیت کے نام پر رافضیت کے فروغ کا فتنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا وَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ دَائِمًا اَبَدًا ط

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: جب بدمذہباں ظاہر ہوں اور فتنے پھیلیں اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ وہ اپنا علم ظاہر کرے اور جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

اور فرمان واجب الاذعان ہے کہ حق گوئی سے بلا وجہ شرعی خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

ماحیِ رفض و تفضیل و نصب و خروج — حامیِ دین و سنت پہ لاکھوں سلام
مومنین پیش فتح و پسِ فتح سب — اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

مذکورہ بالا سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان کا تقاضہ اور آج کی مذہبی ضرورت یہ ہے کہ علمائے اہل سنت اور ائمہ مساجد اپنی اپنی تحریروں اور تقریروں میں وہابیوں، دیوبندیوں کے ساتھ ہی ساتھ رافضیت اور شیعیت کے کوکھ سے پیدا ہونے والے ''مولائی فرقہ'' کی بدعقیدگی اور بددینی سے بھی عوام اہل سنت کو آگاہ کریں۔ اور ان کے ''عید غدیر'' منانے اور سنیوں کے گھروں میں اس کے رواج دینے کی حقیقت سے بھی مسلمانوں کو روشناس کرائیں۔

بفضلہٖ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء فقیر قادری اپنی علمی کم مائیگی کے باوجود مسلمانوں کو اس فتنے کی حقیقت معتبر علمائے اہل سنت کی کتابوں کے حوالے سے پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مولائے کریم اپنے سلسلے کے مرشدان طریقت کے طفیل راقم کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور سنی مسلمانوں کو ان نیم رافضی گمراہ اور گمراہ گروں کے دام تزویر میں آنے سے بچائے۔ آمین ثم آمین

چند سالوں سے اہل بیت کے نام پر تفضیلیت اور رافضیت یعنی شیعیت کو اس ملک میں زور و شور کے ساتھ فروغ دیا جا رہا ہے اور ہندو پاک میں اس فرقے کا زور بہت تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اجمیر شریف، ردولی شریف، مارہرہ شریف، مکن پور شریف، دیوہ شریف اور سید سراواں وغیرہ کے گمراہ پیروں کے ماننے والے افراد میں اکثر پکے رافضی ہو چکے ہیں اور یہ لوگ اپنی افکار فاسدہ کی اشاعت میں ہمہ تن کوشاں اور مشغول ہیں۔ یہ لوگ خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں تو انتہائی توہین آمیز کلمات بکتے ہیں۔ امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت کو برا بھلا کہتے ہیں۔ رضویوں اور بریلویوں کو یہ لوگ خارجی فرقہ سے تعلق رکھنے والا بتاتے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت سے یہ لوگ انتہائی درجہ حسد، بغض اور کینہ کا اظہار کرتے ہیں۔ ان میں اجمیر شریف کے چند رافضی مجاوروں نے سالہا سال سے درگاہ غریب نواز میں ''سلام رضا'' پڑھنے پر سخت پابندی عائد کر رکھی ہے اور تقریباً ڈیڑھ سال قبل جمادی الآخر ۱۴۴۴ھ مطابق دسمبر ۲۰۲۲ء رجب کی چھٹی شریف عرس غریب نواز سے قبل ان نیم رافضی مجاوروں نے ایک نیا خطرناک فتنہ کھڑا کیا۔ وہ یہ کہ جس طرح جابر و ظالم نجدی وہابی ناپاک حکومت نے سرزمین عرب شریف میں وہابی تحریک کے خلاف اہل سنت و جماعت کے عقائد و افکار و نظریات کی نشر و اشاعت کو قانوناً جرم قرار دیا ہے ٹھیک اسی

ڈگر پر چلتے ہوئے اجمیر شریف کے کچھ رافضی مجاوروں نے اس ملک کے حکومتی عملہ کا سہارا لے کر تعلیمات اعلیٰ حضرت جو قرآن و حدیث اور فرامین ائمہ مجتہدین کے عین مطابق ہیں اور تعلیمات سرکار غریب نواز کا مجموعہ ہیں ان پر سخت پابندی عائد کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

سالہا سال قبل ہی سے ان ناہنجاروں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن'' درگاہ کی مسجدوں سے نکلوا دیا ہے۔ راقم تقریباً ڈیڑھ سال قبل ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ مطابق اکتوبر ۲۰۲۲ء میں اجمیر شریف کی حاضری پر شاہجہانی مسجد میں ترجمہ اعلیٰ حضرت قرآن شریف تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ناکام رہا اور اس سے قبل کی حاضریوں میں یہی صورت حال رہی کہ کہیں اعلیٰ حضرت کا ترجمہ کیا ہوا قرآن شریف دکھائی نہیں دیا۔ اور مجھے قوی اندازہ ہے کہ درگاہ شریف کی دیگر مساجد سے بھی ترجمہ اعلیٰ حضرت قرآن اٹھوالیا گیا ہے۔

ان معاندین کا اصل مقصد یہ ہے کہ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' جو واقعتاً مذہب اہل سنت و جماعت کا دوسرا نام ہے اور اس دور میں مذہب حق اور اہل حق کی پہچان ہے۔ ان کا منشا یہ ہے کہ اس پہچان کو مٹا دیا جائے تا کہ کھل کر صلح کلیت اور رافضیت عام ہو جائے اور سنّی مسلمانوں کو بے دین اور بدعقیدہ رافضی اور تفضیلی بنا کر اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔

سنّی مسلمانو! غور سے سنو!!

اس پہچان کو جو مٹانا چاہتا ہے گویا وہ اسلام کی شناخت کو مٹانا چاہتا ہے۔ اور ایسے بد بخت لوگ اسلام وغیر اسلام، حق و باطل، نور و ظلمت اور ایمان و کفر کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے باریک داؤ پیچ اور دھوکے سے ہمیشہ خود بچنے کی کوشش کرو اور اپنے اہل و عیال اور عزیز و اقارب کو بھی اس فتنہ میں گھسنے سے بچانے کی فکر کرو۔

# رافضی فرقے کا آغاز وابتدا

اب حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحمٰن صاحب قادری، رضوی استاذ و مفتی مسعود العلوم بہرائچ شریف کے قلم سے رافضی فرقے کی حقیقت ملاحظہ کریں۔

اس فرقے کا بانی حقیقت میں ایک یہودی شخص ہے جس کا نام عبداللہ بن سبا ہے حضرت مولانا بدر القادری مصباحی صاحب قبلہ (ہالینڈ) اپنی کتاب ''اسلام اور خمینی مذہب'' میں اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

واقعہ یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد دور عثمانی میں یہود میں سے ایک شخص نے اپنے اسلام کا دعویٰ کیا اور مسلمانوں میں شامل ہو گیا، جس کا نام عبداللہ بن سبا تھا۔

سب سے پہلے اس نے مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، حدود حجاز، پھر بصرہ، کوفہ، شام وغیرہ علاقوں میں گھوم گھوم کر مسلمانوں کے حالات کا بغور جائزہ لیا، زبان دراز اور خوش کلام تھا، اس لیے جہاں جاتا لوگوں کو اپنی چرب زبانی سے خوش کرلیتا۔ گھومتا پھرتا جب وہ مصر پہونچا تو وہاں کا ماحول اسے اپنے مقاصد کے لیے مناسب معلوم ہوا، چنانچہ وہاں اس نے لوگوں سے خلط ملط (ملنا جلنا) شروع کیا، لوگ عموماً (عام طور سے) اس کی میٹھی میٹھی باتیں سننے کے لیے اس کے گرد جمع ہو جاتے۔

اس نے جب دیکھا کہ اب کچھ لوگ میری باتیں تسلیم کرنے لگے ہیں تو فتنہ ساز ذہن نے اپنے تیر ونشتر آزمانے شروع کیے۔ ایک دن اپنے ہم نواؤں کی مجلس میں اس نے کہا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل و بزرگ ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دوبارہ آسمان سے لوٹ کر دنیا میں آئیں گے۔

اگر عیسیٰ علیہ السلام لوٹ کر آسکتے ہیں تو افضل الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کیوں نہیں آئیں گے؟ مسلمانوں میں معلوم نہیں کس طرح یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ حضور دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے بلکہ وہ ضرور آئیں گے۔ یہ پہلی بدعقیدگی تھی جس کا اس نے پرچار کیا اور مصر کے کئی لوگوں کو گمراہ کیا۔

پھر اس نے اس بات کا شوشہ اٹھایا کہ ہر بادشاہ کا جس طرح وزیر ہوتا ہے اسی طرح ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے۔ (جس کے لیے یہ وصیت ہوتی ہے کہ وہ میرے بعد خلیفہ رہے گا) جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت ہارون علیہ السلام تھے تو اے مسلمانو! کیا تم پر یہ لازم نہیں کہ نبیٔ خاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصی کون ہے؟ اس کو جانو۔

گویا مسئلۂ وصی کو اس نے مسلمانوں میں اہمیت دی، اس پر لچھے دار تقریر کی اور کہا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے بھی افضل و برتر ہیں پھر بھلا موسیٰ علیہ السلام کا تو وصی ہو، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی وصی نہ ہو؟ یہ کیسے ممکن ہے؟

جو لوگ اس کی چرب زبانی کے دام (جال) میں آچکے تھے انہوں نے کہا، جناب! اب آپ ہی اس عقدہ (مشکل معاملہ) کو بھی حل کریں اور بتائیں کہ حضور کا وصی کون ہے؟ ابن سبا نے کہا حضور کے وصی حضرت علی ہیں، حضرت عثمان نے خلافت پر جبرًا قبضہ جمایا ہے جس طرح ابوبکر وعمر زبردستی خلافت پر قابض تھے۔ اے لوگو! حضور جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو تم ان کو کیا منہ دکھاؤ گے کہ ان کے وصی کو ان کا حق نہ دلا سکے؟

اس طرح ورغلا کر ابن سبا نے خلافت اسلامیہ کے باغیوں کا ایک گروہ اکٹھا کر لیا، مصر ان باغیوں کا مرکزی مقام تھا اور کوفہ و بصرہ وغیرہ تمام ریاستوں میں اس کے نمائندے کام کر رہے تھے۔ ابن سبا نے طریقۂ کار یہ بنایا کہ اپنے ہم خیالوں کو اکثر ان شہروں میں بھیجا جہاں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقرر کردہ قضاۃ و

حکام (قاضی اور حاکم) تھے۔

اہلِ نفسیات کی عام بیماری ہے کہ کسی حاکم کے پاس اگر ان کے خلاف فیصلہ ہو تو ان کے دل میں حاکم سے نفرت آجاتی ہے۔ ابن سبا کے نمائندے ایسے لوگوں کی ٹوہ (۔۔۔) میں رہتے اور جسے حاکم یا قاضی سے نالاں (۔۔۔) دیکھتے جلتے پر تیل چھڑک کر اس کے دل میں نفرت اور بڑھا دیتے حتیٰ کہ خلیفۂ وقت سے بغاوت اور عناد کا بیج اس کے دل میں بو دیتے۔ اس طرح ہر شہر میں ابن سبا کے ہم خیال پیدا ہو گئے اور اسی گروہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر بغاوت کا علم اٹھایا۔

شیعی مؤرخ ''ناسخ التواریخ'' میں لکھتا ہے کہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے مصر، کوفہ اور بصرہ سے دو دو ہزار باغی روانہ ہوئے تھے، جنہوں نے بالآخر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا اور سارا الزام ابن سبا کی حکمت عملی سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تھوپ دیا گیا اور مسلمان ان پر جا ٹوٹے۔ اس طرح امت میں ایک ایسا عظیم بھونچال آیا جس نے تاریخ کے روشن نقوش پر گرد ڈال دی۔''

(التاریخ الکامل لابن اثیر بحوالہ اسلام اور خمینی مذہب، ص/۳۱۵ مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی)

اس طرح رافضی فرقے کا وجود ہوا۔ رافضیوں کے عقیدوں میں سے ایک بنیادی عقیدہ خلافت اور امامت کا عقیدہ ہے یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلافصل (ڈائرکٹ) خلیفہ اور مسلمانوں کے امام اور امیر تھے اور حضرات خلفائے ثلٰثہ حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ظلماً اور جبراً آپ کے خلافت اور امامت کو چھین لیا تھا، اسی سبب سے رافضی جماعت کے لوگ حضرات خلفائے ثلاثہ و دیگر صحابۂ کرام کو معاذ اللہ گالی دیتے ہیں، ان کی مبارک شان میں توہین اور گستاخی کرتے ہیں۔ اور اپنے دلوں میں اتنی

سخت جلن رکھتے ہیں کہ اپنی کتابوں میں ان کا نام لینا بھی گوارا نہیں کرتے جب ان حضرات کے بارے میں کچھ کہنا ہوتا ہے تو فلاں کہہ کر اپنی بات کرتے ہیں اگر دو مرتبہ فلاں فلاں کا لفظ ان کی کتابوں میں آئے تو اس سے مراد حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوتے ہیں اور اگر تیسری بار فلاں کا لفظ آئے تو اس سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہوتی ہے۔

رافضیوں کے نزدیک حضرات خلفائے ثلاثہ کافر و مرتد ہیں (معاذ اللہ)

حضرات خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اتنی سخت عداوت اس جماعت والوں کو ہے کہ معاذ اللہ انہیں مذہب اسلام کا سب سے بڑا دشمن بلکہ کافر و مرتد سمجھتے ہیں اور جو آیتیں کافروں مشرکوں اور منافقوں کے حق میں نازل ہوئی تھیں انہیں معاذ اللہ حضرت خلفائے ثلاثہ پر فٹ کرتے ہیں۔

میں یہاں صرف دو آیتوں کا ترجمہ اور حقیقی تفسیر پھر رافضیوں کی تفسیر آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ رافضی، حضرات خلفائے ثلاثہ سے کس قدر نفرت و عداوت رکھتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا"۔ (پ/۵، سورۂ نساء، آیت/۱۳۷)

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے اور نہ انہیں راہ دکھائے۔ (کنز الایمان)

**حقیقی تفسیر:۔** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر بچھڑا پوج کر کافر ہوئے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر کے کافر ہو گئے پھر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کر کے کفر میں اور بڑھے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے ایمان کے بعد، پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ یعنی انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا تاکہ ان پر مومنین کے احکام جاری ہوں پھر کفر میں بڑھے یعنی کفر پر ان کی موت واقع ہوئی''۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اب اس جعلی (بناوٹی) شیعوں کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں، شیعوں کا مفسر مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ ''یہ آیت فلاں فلاں اور فلاں (حضرات خلفائے ثلاثہ حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ شروع میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور جب ان کے سامنے حضرت علی کی امامت پیش کی گئی اور نبی نے فرمایا ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ'' (جس کا میں مولا ہوں یہ علی اس کے مولیٰ ہیں) تو یہ لوگ اس سے انکار کر کے کافر ہو گئے۔

پھر نبی کے کہنے سے انہوں نے بیعت کر لی (اور ایمان لے آئے) پھر جب نبی کا وصال ہوا تو یہ امیر المومنین کی بیعت توڑ کر کافر ہو گئے پھر یہ کفر میں اور آگے بڑھ گئے جب انہوں نے امیر سے بیعت توڑنے والوں سے اپنی بیعت لے لی تو یہ لوگ ایسے ہو گئے کہ ان میں ذرا بھی ایمان باقی نہ رہا''۔ (اصول کافی، ص/ ۲۶۵ بحوالہ اسلام اور خمینی مذہب، ص/ ۱۶۷)

(۲) اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے: ''اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِھِمْ مِّنْ م بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْھُدٰی''۔ (پ/ ۲۶، سورۂ محمد، آیت/ ۲۵) بے شک وہ لوگ جو کہ اپنے پیچھے پلٹ گئے بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی۔ (کنز الایمان)

**حقیقی تفسیر:** ۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ یہ کفار کا حال ہے جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانا اور آپ کی نعت وصفت اپنی کتاب

میں دیکھی پھر باوجود جاننے پہچاننے کے کفر اختیار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وضحاک وسُدی کا قول ہے کہ اس سے منافق مراد ہیں جو ایمان لاکر کفر کی طرف پھر گئے''۔ (خزائن العرفان)

مگر مذکورہ آیت کی جعلی اور بناوٹی رافضیوں کی تفسیر میں ہے کہ ''اس سے مراد فلاں فلاں اور فلاں (حضرات خلفائے ثلاثہ حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہیں، یہ تینوں امیر المؤمنین حضرت علی کی ولایت وامامت چھوڑ کر مرتد ہو گئے''۔ (اصول کافی، ص ر ۲۶۵ بحوالہ اسلام اور خمینی مذہب، ص ر ۱۶۸)

ان دونوں آیتوں کی جعلی اور من گڑھت تفسیر میں رافضیوں نے معاذ اللہ حضرات خلفائے ثلاثہ حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کافر و مرتد اور اسلام سے خارج قرار دیا۔ معاذ اللہ رب العٰلمین۔

جب کہ اہل سنت و جماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام و مرسلین عظام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے عظام ہیں کوئی شخص ان کی عظمت و بزرگی کو نہیں پہنچ سکتا پھر ان میں باہم ترتیب یہ ہے کہ سب سے افضل حضرت صدیق اکبر، پھر حضرت فاروق اعظم ، پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتابوں ''مطلع القمرین، الزلال الانقی اور غایۃ التحقیق'' میں اس مسئلے پر اس قدر وضاحت فرمائی ہے کہ انصاف پسند اور دیانت دار شخص اس کے مطالعے کے بعد اس کی حقانیت کو قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ہاں ضد، عناد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔ نیز حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو باقی صحابہ سے افضل سمجھنا ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے اور ضروریات مذہب اہل سنت کا انکار کرنے والا بدمذہب گمراہ اور بد

دین ہے۔

حضرات خلفائے ثلاثہ کی عظمت وشان کا تو کہنا ہی کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، ایک وہ جو فتح مکہ سے پہلے مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد (یعنی فتح مکہ کے بعد مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا) پھر فرمایا: ''وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى''۔ دونوں فریق (لوگوں) سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے: ''اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ، لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ، لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ''۔ (پ۱۷)

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں، اس کی بھنک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے، قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے، یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔

رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا ''وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ''۔ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔ بایں ہمہ ان سب سے بھلائی کا وعدہ فرما

چکا، اس کے بعد جو کوئی بکے، اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے۔ (احکام شریعت، ص ر ۱۲۳)

جب اللہ رب العزت نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے تو جو شخص صحابہ میں سے افضل و برتر بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل و اعلیٰ ذات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان پاک میں گستاخی کرے، انہیں کافر مرتد سمجھے وہ درحقیقت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں بلکہ اللہ رب العزت کو جھٹلا رہا ہے۔

لہٰذا رافضی جماعت کے لوگ حضرات خلفائے ثلاثہ حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم وعثمان غنی و دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان پاک میں گستاخی کرنے کے سبب گمراہ، بدمذہب اور بددین ہیں مذہب اسلام سے صحیح معنوں میں ان کا کوئی تعلق نہیں۔ (باطل فرقوں کے عقیدے، ص ر ۶۴)

## حدیث غدیر کے متعلق ایک ضروری تنبیہ

۱۰ھ میں مولیٰ علی وجہہ الکریم کے ہمراہ تبلیغ اسلام کے لیے یمن کی طرف جانے والے شہسواروں میں سے کچھ لوگوں کے دلوں میں مولائے کائنات کی جانب سے کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں۔ ۱۱ھ میں اس سفر سے واپسی کے موقع پر جب یہ لوگ حضرات حجۃ الوداع کے موقع پر حرم شریف پہنچے اور وہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت پر انوار سے سرفراز ہوئے تو ان میں سے کچھ لوگوں نے بارگاہ نبوی میں مولائے کائنات کے خلاف شکایات کے دفتر کھول دیئے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو یاد فرمایا اور ان سے شکایات کی وجہ دریافت کی۔ مولائے کائنات کے ساتھ جو باتیں گزری تھیں انہیں بارگاہ رسالت میں پیش کی۔ اور عرض کیا کہ حضور جس طرح مناسب خیال فرمائیں اس کے بارے میں فیصلہ فرمائیں۔ ارکان حج کی

ادائیگی میں مشغولیت کے سبب حضور نے اس فیصلے کو آگے بڑھا دیا۔ تمام ارکان حج سے فراغت کے بعد جب رہبر نوع انسانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جملہ جاں نثاروں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی جانب عازم سفر ہوئے اور یہ کارواں ۱۸/ذی الحجہ ۱۱ھ کو جب غدیر خُم کے مقام پر پہنچا تو نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں سب کو ٹھہرنے کا حکم صادر فرمایا۔

غدیر خم وہ مقام ہے جہاں سے جزیرۂ عرب کے تمام اطراف و اکناف کی طرف راستے جاتے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ اس سے پیشتر کہ تمام قبائل یہاں سے منتشر ہوکر اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوجائیں۔ ان لوگوں کے دلوں میں مولیٰ علی کے بے داغ سیرت و کردار کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں ہیں ان کا قطعی طور پر ازالہ کردیا جائے۔ تاکہ آج کے بعد کسی کلمہ گو کے دل میں علی مرتضیٰ کی ذات والا صفات کے بارے میں کسی قسم کی کوئی غلط فہمی باقی نہ رہ جائے۔ ۱۸/ذی الحجہ ۱۱ھ کو سرکار نے خطبہ کے دوران یہ حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنی جس کا دوست اور محبوب میں ہوں علی بھی اس کا دوست و محبوب ہے۔ بیان فرمایا۔

فرقۂ رافضیہ ملعونہ نے مذکورہ بالا حدیث پاک کا جعلی، بناوٹی اور من گڑھت مطلب اور مفہوم نکال کر شیخین کریمین اور امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک شان میں کس قدر گستاخی اور تبرّ ابازی کیا ہے جسے اوپر کے سطور میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ حالاں کہ سورۂ بقرہ آیت ۲/ میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔ (قرآن) وہ بلند رتبہ کتاب (جس میں) کوئی شک کی جگہ نہیں۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے مفسّر قرآن حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔ قرآن میں شک نہ ہونا اس وقت درست ہوگا جب حضرت جبریل میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اور صحابۂ کرام میں شک نہ

ہو۔ کیوں کہ جبریل قرآن کو رب سے لینے والے، حضور جبریل سے لینے والے اور صحابہ حضور سے لینے والے، اگر ان تین جگہ میں کہیں بھی شک ہو جائے تو قرآن مشکوک ہو جائے گا۔ تو جو صحابی کو فاسق مانے وہ قرآن کو یقیناً نہیں مان سکتا۔ کیوں کہ پھر شبہ ہوگا کہ شاید صحابی نے قرآن میں خیانت کر لی ہو۔ لہٰذا صحابہ کرام کو متقی ماننا اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا جبریل امین یا حضور کو ماننا۔ (تفسیر نورالعرفان، ص ر ۳)

ایک دوسری بات سوء اتفاق کہ ۲۴ ر سال بعد اسی ۱۸ ر ذی الحجہ ۳۵ھ کو امیر المومنین سرکار سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا المناک حادثہ پیش آیا۔ اسی مناسبت سے شہادت سیدنا عثمان غنی کی خوشی منانے کے لیے ان ملعون رافضیوں نے حجۃ الوداع کے ۳۴۰ ر سال کے بعد ''عید غدیر'' منانے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس بدعت محرّمہ کا موجد شیعوں کا سرغنہ غالی رافضی معز الدّولہ ہے جس نے یہ رسم بدا ۳۵۱ھ سے جاری کیا۔ تقریباً ۱۰۵۰ ر سال تک اسے تہوار کے شکل میں صرف اور صرف رافضی فرقے والے مناتے رہے۔ مگر اب چند سالوں سے صحابہ کرام پر بھونکنے والے ''مولائی فرقہ'' جو مولائے کائنات اور اہل بیت کی جھوٹی محبت کے دم بھرتے ہیں ان ناہنجاروں نے ہر سال ۱۸ ر ذی الحجہ کو ''عید غدیر'' منانے کا سلسلہ شروع کروا دیا ہے اور سنی سادہ لوح مسلمانوں کے گھروں میں اسے رائج کروانے میں ہمہ تن مصروف نظر آرہے ہیں۔ اس ''مولائی فرقہ'' کا نہ تو کوئی بانی کا اتا پتا ہے اور نہ ہی ان کی کوئی مسجد اور نہ کوئی مدرسہ ہے۔ بس یہ گمراہ اور گمراہ افراد عجیب عجیب شعبدہ بازی کے ذریعہ محبت سادات کا چکما دے کر خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کو تفضیلیت اور رافضیت کے ہم خیال بناتے جارہے ہیں۔ اس طرح رافضیت کو فروغ دے رہے ہیں۔

اس لیے بخیر خواہیٔ مسلمین راقم فقیر قادری اہل حق سے اپیل کرتا ہے کہ خدارا! خدارا! ہوش میں آؤ اور اس ''مولائی فرقہ'' کے چمک دمک پر فریفتہ ہو کر اپنے دین و ایمان کا سودا کرنے سے بچو اور اس فرقے اور ان کے افراد سے خود دور و نفور رہو اور

اپنے عزیز و اقارب اور دوست و احباب کو اس فتنے میں گھسنے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرو اور سرکار اعلیٰ حضرت کے اس شعر کو حرز جاں بناؤ۔

اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور ☆ نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

مولیٰ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کو دور حاضر کے تمام فتنوں سے بچنے اور بچانے کی توفیق خیر بخشے۔ آمین ثم آمین

اب اگلے صفحات پر ''حدیث غدیر'' کے پس منظر علامہ پیر کرم شاہ ازہری کے قلم سے تفصیلاً ملاحظہ کریں جو قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام کی روشنی میں ہے۔

## یمن کی طرف سیدنا علی مرتضیٰ کی روانگی

فتح مکہ کے بعد رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو یمن کی طرف تبلیغ اسلام کے لیے روانہ فرمایا۔ سیدنا علی مرتضیٰ جب وہاں پہنچے تو ہمدان قبیلہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ آپ کی زبان مبارک سے جو کلمات نکلے، اللہ تعالیٰ نے ہمدان کے لوگوں کے دلوں کے قفل ان کی برکت سے کھول دیئے اور سارا قبیلہ مشرف باسلام ہو گیا۔ سیدنا علی مرتضیٰ نے بارگاہ رسالت میں ایک عریضہ ارسال کیا جس میں ہمدان کے قبول اسلام کی خوشخبری تحریر کی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب قبیلہ ہمدان کے مشرف باسلام ہونے کی خوشخبری سنی تو حضور فرط مسرت سے سربسجود ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی اس خصوصی نوازش پر صدق دل سے اس کا شکریہ ادا کیا اور قبیلہ ہمدان کو اس دعا سے نوازا:

اَلسَّلَامُ عَلٰی هَمْدَانَ۔

''قبیلہ ہمدان پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی سلامتی نازل ہو''۔

## یمن کی طرف حضرت علی مرتضیٰ کا دوسرا سفر

اس کے بعد سنہ ۱۰ ہجری میں ماہ رمضان (دسمبر ۶۳۱ م) میں رحمت عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا علی مرتضیٰ کو تین سو شہسواروں کا امیر بنا کر دوسری بار یمن کی طرف روانہ کیا۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے پرچم باندھا اور علی مرتضیٰ کے حوالے کیا۔ پھر اپنے دست مبارک سے ان کے سر اقدس پر دستار باندھی اور انہیں روانہ کرنے سے پہلے درج ذیل وصیت فرمائی۔

## حضور کی وصیت

اے علی! اب آپ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں۔ دائیں بائیں کسی چیز کی طرف التفات نہ کرنا۔ آپ نے عرض کی، یا رسول اللہ! اس سفر میں میرا طرز عمل کیسا ہو؟ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ جب آپ اس قوم کے علاقہ میں پہنچیں تو جب تک وہ آپ کے ساتھ جنگ شروع نہ کریں، آپ ان پر حملہ میں پہل نہ کریں۔ اگر وہ آپ پر حملہ کریں تو آپ اس وقت تک کوئی جوابی کاروائی نہ کریں جب تک آپ کے لشکر کا کوئی مجاہد شہید نہ ہو جائے۔ اگر وہ آپ کے کسی مجاہد کو شہید کر دیں تو پھر بھی صبر و تحمل سے کام لیں اور یہ اعلان کریں اے قوم! کیا تم لا الٰہ الا اللہ کہنے کے لیے تیار ہو؟ اگر وہ اثبات میں جواب دیں تو پھر ان سے دریافت کریں، کیا تم نماز پڑھنے کے لیے آمادہ ہو؟ اگر وہ اس کا جواب بھی اثبات میں دیں تو پھر ان سے پوچھو کیا تم اپنے اموال سے صدقہ وزکوٰۃ دینے کے لیے تیار ہو تا کہ تمہارے صدقات و خیرات کو تمہارے فقرا و مساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔ اگر وہ یہ بھی تسلیم کرلیں تو پھر ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں اور نہ ان سے مزید کسی چیز کا مطالبہ کریں۔ خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ پر ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرما دے تو یہ سعادت ان تمام چیزوں سے بہتر اور افضل ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ (سبل الہدیٰ، جلد ر ۶، ص ر ۳۶۲)

## اموالِ غنیمت کی تقسیم

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تین سو شہسواروں کو ہمراہ لے کر سرزمین مذحج کی

طرف روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر اپنے سواروں کو ادھر ادھر بھیج دیا۔ وہ واپس آئے تو ان کے ہمراہ اموال غنیمت میں عورتیں، بچے، اونٹ، بکریاں اور دیگر اشیا تھیں۔ یہ پہلا فوجی دستہ تھا جو اس علاقہ میں وارد ہوا۔ سیدنا علی نے حضرت بریدہ بن حصب کو ان اموال غنیمت پر ناظم مقرر کیا۔ پھر آپ کی ملاقات اس علاقہ کے ایک گروہ سے ہوئی۔ آپ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اسلامی لشکروں پر تیروں اور پتھروں کی بوچھار شروع کر دی۔ آپ نے اپنے مجاہدین کو صف بندی کا حکم دیا اور لشکر کا پرچم مسعود بن سنان السلمی کے حوالے کیا اور اپنے شہسواروں سمیت ان پر ہلہ بول دیا۔ چشم زدن میں ان کے بیس آدمی لقمۂ اجل بن گئے۔ بقیہ لوگوں نے راہ فرار اختیار کی لیکن آپ نے ان کا تعاقب نہیں کیا بلکہ انہیں اسلام قبول کرنے کی دوبارہ دعوت دی۔ اب انہوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور ان کے بہت سے رؤسا نے آپ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی۔ ان بیعت کرنے والے سرداروں نے کہا کہ ہمارے جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ان کی طرف سے بھی ہم اسلام کی بیعت کرتے ہیں۔ ہمارے سارے اموال آپ کے سامنے ہیں، ان میں سے اللہ تعالیٰ کا جو حصہ ہے وہ آپ لے لیجئے۔

(سبل الہدیٰ، جلد ر ۶، ص ر ۳۶۳)

سیدنا علی مرتضیٰ نے تمام اموال غنیمت کو ایک جگہ جمع کیا۔ پھر ان کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور قرعہ اندازی کی۔ جس حصہ پر قرعہ نکلا اسے خمس قرار دیا اور اس خمس میں سے کسی مجاہد کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا۔ لوگوں نے علی مرتضیٰ سے اس خمس سے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ یہ خمس میں بارگاہ رسالت میں پیش کروں گا اور حضور پرنور کی جیسے منشا مبارک ہوگی اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج ادا کرنے کے لیے مکہ میں تشریف لانے والے ہیں، وہاں حاضر ہو کر شرف زیارت سے بھی بہرور ہوں اور یہ خمس بھی حضور کی بارگاہ میں پیش کریں گے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی مرضی کے مطابق اسے تقسیم فرمائیں گے۔
خمس اور دیگر اموال غنیمت آپ کے ہمراہ تھے۔اس خمس میں یمنی کپڑوں کی کئی گانٹھیں بھی تھیں۔ مال غنیمت کے اونٹ بھی تھے اور ان کے اموال سے بطور صدقہ اور زکوٰۃ کے جو اونٹ یا دیگر اموال وصول کیے گئے تھے وہ بھی ہمراہ تھے۔علی مرتضیٰ بڑی تیزی سے اپنے ساتھیوں سے پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔حضرت ابو رافع کو اپنے لشکر اور اموال خمس کی نگرانی کی ذمہ داری تفویض کی۔سیدنا علی مرتضیٰ اپنے ساتھیوں کو صدقہ کے اونٹوں پر سواری کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتے تھے۔آپ کے مکہ روانہ ہونے کے بعد ان لوگوں نے حضرت ابو رافع سے مطالبہ کیا کہ انہیں احرام باندھنے کے لیے دو دو چادریں دی جائیں چنانچہ آپ نے سب کو احرام باندھنے کے لیے دو دو چادریں دے دیں۔یہ لوگ جب حدود مکہ کے اندر داخل تو سیدنا علی مرتضیٰ ان کی پیشوائی کے لیے تشریف لائے۔جب دیکھا کہ ان سب نے خمس کے پارچات سے دو دو چادریں لے کر ان سے احرام باندھا ہوا ہے تو آپ نے حضرت ابو رافع سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا۔اس لیے میں نے ان کو یہ احرام کے لیے دو دو چادریں دے دیں آپ نے ابو رافع کو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم نے دیکھا تھا کہ میں نے ان کے اس مطالبہ کو مسترد کر دیا ہے تو آپ نے میری منشا کے خلاف ان کو یہ چادریں کیوں دے دی ہیں؟ چنانچہ آپ نے کئی لوگوں سے احرام کی چادریں واپس لے لیں۔جب وہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف شکایات کے دفتر کھول دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو یاد فرمایا اور ان شکایات کی وجہ دریافت کی۔آپ نے عرض کی، یارسول اللہ! میں نے قطعاً کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے ان کو شکایت ہوگئی ہو اور اس غنیمت

سے جوان کا حصہ تھا میں نے ان میں تقسیم کر دیا لیکن خمس کو محفوظ رکھا تا کہ اسے حضور کی خدمت عالی میں پیش کروں اور حضور جس طرح مناسب خیال فرمائیں اس کے بارے میں فیصلہ فرمائیں۔(امتاع الاسماع، جلد/۱،ص/۳۶۲-۳۶۳)

## غدیر خم

ارکان حج ادا کرنے کے بعد رہبر نوع انسانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جملہ جاں نثاروں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ جب یہ کاروانِ عشق و مستی غدیر خم کے مقام پر پہنچا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کو یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا۔علامہ یاقوت حموی معجم البلدان میں رقم طراز ہیں:

غَدِيْرِ خُمْ بَيْنَ مَكَّةَ وَمَدِيْنَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُحْفَةِ مِيْلَانِ۔

(معجم البلدان، جلد/۴،ص/۱۱۸)

''کہ غدیر خم ایک موضع کا نام ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان میں واقع ہے اور جحفہ کے گاؤں سے اس کی مسافت صرف دو میل ہے''۔ حجۃ الوداع اپنے محبوب کریم کی معیت میں حج ادا کرنے کی سعادت سے بہرہ اندوز ہونے کے لیے جزیرۂ عرب کے گوشہ گوشہ سے لوگ یہاں کھنچے چلے آئے تھے۔حج سے فراغت کے بعد ہر ایک کو اپنے اپنے علاقہ کی طرف واپس جانا تھا۔غدیر خم وہ مرکزی مقام تھا جہاں سے جزیرۂ عرب کے تمام اطراف واکناف کی طرف راستے جاتے تھے۔رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ اس سے پیشتر کہ تمام قبائل یہاں سے منتشر ہو کر اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں، ان لوگوں کے دلوں میں حضرت سیدنا علی کی بے داغ سیرت و کردار کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں، ان کا قطعی طور پر ازالہ کر دیا جائے تا کہ آج کے بعد کسی کلمہ گو کے دل میں علی مرتضیٰ کی ذات والا صفات کے بارے میں کسی قسم کی کوئی غلط فہمی باقی نہ رہے۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی کوئی اہم خطاب فرمانا چاہتے تھے تو

مؤذن اَلصَّلوٰةُ جَامِعَةٌ اعلان کرتا تھا اور یہ آواز سن کر جہاں کہیں بھی کوئی کلمہ گو ہوتا تو وہ بھاگا چلا آتا تھا۔ چنانچہ اس روز بھی مؤذن نے اَلصَّلوٰةُ جَامِعَةٌ کے مانوس کلمات سے اعلان کیا۔ تمام قبائل جہاں تھے، وہاں رک گئے تاکہ اپنے آقا سے رخصت ہونے سے پہلے اپنے ہادی و مرشد کے ان آخری کلمات کو سن بھی لیں اور انہیں حرز جان بھی بنالیں۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''السیرۃ النبویۃ'' میں اس کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

ذی الحجہ کا مہینہ تھا، اس ماہ کی اٹھارہ تاریخ تھی، اتوار کا دن تھا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس موقع پر ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں سیدنا علی مرتضیٰ کے فضل و کمال، امانت و دیانت، عدول انصاف کے بارے میں اپنی زبان حقیقت بیان سے شہادت دی۔ اس شہادت کے بعد اگر کسی غلط فہمی کے باعث کسی کے دل میں سیدنا علی مرتضیٰ کے بارے میں کوئی وسوسہ تھا تو وہ ہمیشہ کے لیے محو ہوگیا۔ حضرت بریدہ بن حصیب کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں سے تھا جن کے دلوں میں سیدنا علی کی ذات والا صفات کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد پاک کو سن کر میرے دل میں سیدنا علی مرتضیٰ کی اتنی محبت پیدا ہوگئی کہ آپ میرے سب سے زیادہ محبوب بن گئے۔

(ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، جلد ۴، ص ۳۳۳)

علامہ مذکور کی تصنیف لطیف سے استفادہ کرتے ہوئے حضور پرنور کے وہ ارشادت طیبات قائین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جن کی سند کی صحت کے بارے علامہ ابن کثیر نے تصدیق کی ہے:

قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ عَلِيٍّ نِ الْيَمَنَ فَرَاَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً لَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ عَلِيًّا

فَتَنَقَّصْتُهُ فَرَاَيْتُ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ قَالَ يَا بُرَيْدَةُ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ؟ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، وَكَذَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ أَبِي دَاوُدَ عَنْ اَبِي نُعَيْمٍ فَضْلِ بْنِ دُكَيْنٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي غَنِيَّةَ بِاِسْنَادٍ نَحْوِهٖ وَهٰذَا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ قَوِيٌّ رِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ۔

(ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، جلد ۴، ص ۴۱۵-۴۱۶)

''امام احمد فرماتے ہیں کہ فضل بن دکین نے مجھے یہ حدیث سنائی کہ ابن ابی غنیۃ نے انہی حکم سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے حضرت ابن عباس سے اور انہوں نے بریدہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں سیدنا علی مرتضیٰ کی معیت میں جہاد کرنے کے لیے یمن گیا۔ میں نے آپ سے سختی اور درشتی کا مشاہدہ کیا۔ جب میں بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو میں نے حضرت علی مرتضیٰ کے بارے میں شکایت کی جسے سن کر حضور کے رخ انور کی رنگت متغیر ہوگئی اور حضور نے فرمایا، اے بریدہ! کیا میں تم اہل ایمان سے ان کے نفسوں سے بھی زیادہ قریب نہیں ہوں؟ میں نے عرض کی، بے شک یارسول اللہ! آپ تمام مسلمانوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ''میں جس کا دوست اور محبوب ہوں، علی بھی اس کا دوست اور محبوب ہے''۔

اس روایت کی سند کے بارے میں علامہ ابن کثیر کی بے لاگ رائے ملاحظہ ہو، وہ لکھتے ہیں: کہ یہ سند جید اور قوی ہے، اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اصحاب سنن نے جو شرائط کسی حدیث کی صحت کے لیے رقم کی ہیں، وہ ساری شرائط اس روایت میں پائی جاتی ہیں۔ امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی معیت میں ایک جگہ اترے۔ یہ وادی خم کے نام سے موسوم تھی۔ پس اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کا اعلان کیا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے حضور نے پہلے نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ پھر حضور نے ہمیں خطاب فرمایا۔ میں اپنی چادر کے ذریعہ اس درخت پر سایہ کیے ہوئے تھا جس کے نیچے حضور تشریف فرما تھے تاکہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دھوپ کا تارا بھی نہ پڑے۔ حضور نے فرمایا:

اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ؟ أَوَلَسْتُمْ تَشْهَدُوْنَ؟ اِنِّیْ أَوْلٰی بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰی۔ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَاِنَّ عَلِيًّا مَوْلَاهُ۔ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔ هٰذَا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ عَلٰی شَرْطِ السُّنَنِ وَقَدْ صَحَّحَ التِّرْمِذِیُّ بِهٰذَا السَّنَدِ۔

(ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، جلد ۴، ص ۴۲۲)

''کیا تم اس بات کو نہیں جانتے؟ کیا تم اس بات کی شہادت نہیں دیتے؟ کہ میں ہر مومن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ سب نے عرض کی، حضور نے بجا فرمایا۔ اور جب سب نے ارشاد نبوت کی تائید کر دی تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَاِنَّ عَلِيًّا مَوْلَاهُ۔ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔

کہ ''جس کا میں مددگار اور دوست ہوں علی مرتضیٰ بھی اس کے مددگار اور دوست ہیں۔ اے اللہ! جو ان کو دوست بناتا ہے اس کو تو بھی اپنا دوست بنا اور جو ان سے عداوت کرتا ہے ان سے تو بھی عداوت کر''۔

علامہ ابن کثیر اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

''کہ یہ سند جید ہے۔ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں اور کتب سنن کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ امام ترمذی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

یہ دو ایسی روایتیں ہیں جن کی صحت کے بارے میں علمائے حدیث میں کوئی اختلاف نہیں اگرچہ امام ابن کثیر نے چند اور احادیث بھی یہاں رقم کی ہیں لیکن ہم صرف ان دو روایات پر اکتفا کرتے ہیں جن کے سارے راوی ثقہ ہیں اور جن کی سند ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

اس حدیث سے شیعہ نے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ حضور نے یہ ارشاد فرما کر سیدنا علی مرتضیٰ کی خلافت کے بارے میں اعلان کیا۔

لیکن یہ استدلال اہل حق کے نزدیک قطعاً قابل اعتناء نہیں اور اس کی متعدد وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ لفظ مولیٰ مشترک ہے، یہ اکیس معانی پر دلالت کرتا ہے۔ اور لفظ مشترک اپنے تمام معانی پر بیک وقت دلالت نہیں کرتا، اس کے لیے کسی ایک معنیٰ کا تعین ضروری ہے اور اس کے لیے قرینہ اور دلیل کی ضرورت ہے، جس کی بنا پر دیگر معانی کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور ایک معنیٰ پر وہ دلالت کرتا ہے۔

یہاں کوئی ایسا قرینہ نہیں جس کے پیش نظر اس لفظ کے باقی معانی کو نظر انداز کر کے ''خلیفہ'' کے معنیٰ کے لیے اس کو متعین کر دیں کیوں کہ سیاق وسباق اس کی تائید نہیں کرتا۔ اس موقع پر کسی نے بھی سیدنا علی مرتضیٰ کی خلافت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ صراحتہً، نہ کنایتہً اور نہ ضمناً جب یہاں خلافت کا کسی طرح بھی ذکر نہیں ہے تو یہاں اس حدیث سے سیدنا علی کی خلافت کو ثابت کرنا قطعاً روا نہیں۔

یہاں اگر کوئی مسئلہ زیر بحث تھا تو وہ سیدنا علی کی ذات کے بارے میں وہ شکایات تھیں جو بعض لوگوں نے بارگاہ رسالت میں پیش کیں کہ انہوں نے مجاہدین کے ساتھ بڑا درشت سلوک روا رکھا۔ بیت المال میں نئے کپڑوں کے کئی تھان موجود تھے۔ مجاہدین کا لباس طویل سفر کے باعث بوسیدہ اور میلا ہو چکا تھا۔ انہوں نے درخواست کی کہ انہیں ان گانٹھوں سے دو چادروں کا کپڑا دیا جائے تاکہ وہ احرام باندھ سکیں لیکن آپ نے ان کی اس درخواست کو مسترد کر دیا۔ اس قسم کی چند دیگر

شکایات تھیں جو بارگاہ رسالت میں شیر خدا کے بارے میں عرض کی گئیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہی شکایات کا ازالہ کرنے کے لیے اور علی مرتضیٰ کی امانت ودیانت کو ہر شک وشبہ سے بالاتر ثابت کرنے کے لیے یہ ارشاد فرمایا تاکہ اب جب کہ لوگ یہاں سے اپنے اپنے علاقوں کو جا رہے ہیں، کسی کے دل میں اللہ اور اس کے دین کے شیر کے بارے میں کسی قسم کی غلط فہمی باقی نہ رہے۔ ان ارشادات سے جملہ حاضرین کو خطاب فرمایا۔ یہاں خلافت کے موضوع پر نہ کوئی گفتگو ہوئی، نہ اس موضوع کے بارے میں کسی نے اختلاف کیا اور نہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلافت کے موضوع کے کو زیر بحث لاکر یہ ارشاد فرمایا۔

صاحب تاج العروس نے لفظ ''مولیٰ'' کے متعدد معانی لکھے ہیں جو پیش خدمت ہیں:

اَلْمَوْلیٰ: اَلْمَالِكُ۔ اَلْعَبْدُ۔ اَلْعَتِيْقُ۔ اَلْمُعْتَقُ۔ اَلصَّاحِبُ۔ اَلْقَرِيْبُ۔ اَلْجَارُ۔ اَلْحَلِيْفُ۔ اِبْنُ الْعَمِّ۔ اَلنَّزِيْلُ۔ اَلشَّرِيْكُ۔ اِبْنُ الْاُخْتِ۔ اَلْوَلِيُّ۔ اَلرَّبُّ۔ اَلنَّاصِرُ۔ اَلْمُنْعِمُ۔ اَلْمُحِبُّ۔ اَلصِّهْرُ۔

(محمد مرتضیٰ زبیدی، ''تاج العروس'' القاہرہ المطبعہ الخیریہ النشاہ، ب ت، جلد ر ۱۰، ص ر ۳۹۸)

اس سیاق وسباق میں غور کرنے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ یہاں مولیٰ کے معنیٰ محب۔ محبت کرنے والا، صدیق، سچا، دوست اور نصیر۔ مدد کرنے والے کے ہیں اور ان معانی سے خلافت پر استدلال کرنا بے محل ہے۔ نیز شیعہ نے اپنی کتب اصول میں اس امر کی بار بار تصریح کی ہے کہ خلافت کو ثابت کرنے کے لیے دلیل قطعی اور حدیث کا متواتر ہونا ضروری ہے جو دلیل قطعی نہ ہو اور جو حدیث متواتر نہ ہو، ان سے خلافت ثابت نہیں ہوسکتی۔ کیوں کہ یہ امر شیعہ کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہے اور چوں کہ یہ حدیث خبر متواتر نہیں اس لیے سیدنا علی مرتضیٰ کی خلافت پر اس سے استدلال کرنا ان

کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہے، اس لیے قابل تسلیم نہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

تعین معانی مشترک بے دلیل اعتبار ندارد و ما ایشاں معتقدیم بر صحت ارادت محبوب و ناصر۔ وعلی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ سیدنا و ناصر و حبیب ما است و سیاق حدیث نیز دریں معنیٰ ناظر است۔ (مدارج النبوۃ، جلد ۲، ص ۴۰۲)

''لفظ مشترک کے متعدد معانی سے کسی ایک معنیٰ کی تخصیص یا تعیین کے لیے دلیل درکار ہے اور بغیر دلیل کے اس کے متعدد معانی سے ایک معنیٰ کی تعیین درست نہیں۔ ہم اہل سنت اور وہ اہل شیعہ اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا علی ہمارے محبوب، ہمارے مددگار، اور ہمارے سردار ہیں اور حدیث کا سیاق بھی انہیں معانی کی تائید کرتا ہے کہ ان لوگوں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پر جو اعتراض کئے ہیں، وہ بے معنیٰ اور لغو ہیں۔ بلکہ آپ تو تمام مسلمانوں کے محبوب، مددگار اور سردار ہیں''۔

نیز حدیث میں لفظ مولیٰ مذکور ہے اور مولیٰ کا لفظ امام کے معنیٰ میں نہ از روئے لغت اور نہ از روئے شریعت مستعمل ہوتا ہے۔ جب لغت اور شریعت دونوں مولیٰ کو امام کے معنیٰ میں استعمال نہیں کرتیں تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس ارشاد گرامی کا مقصد یہ تھا کہ اگر کسی کے دل میں شیر خدا کے بارے میں بغض اور ناراضگی کا کوئی شائبہ تک بھی ہو تو وہ اس سے اجتناب کرے اور دست برداری کا اعلان کر دے۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ ہم ایک لمحہ کے لیے اگر تسلیم کر لیں کہ یہاں مولیٰ، اولیٰ کے معنیٰ میں ہے، لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیٰ سے امامت مراد ہے بلکہ اولویت از روئے تقرب اتباع ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (سورۂ آل عمران، ۶۸)

''بے شک نزدیک تر لوگ ابراہیم علیہ السلام سے وہ تھے جنھوں نے ان کی

پیروی کی، نیز یہ نبی کریم اور جو اس نبی پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ مددگار ہے مؤمنوں کا‘‘۔

نیز تمام دلائل سے اقویٰ دلیل یہ ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ نے کسی وقت بھی اپنی خلافت کو ثابت کرنے کے لیے اس حدیث سے استدلال نہیں کیا۔ اگر اس حدیث کا وہی مفہوم ہوتا جو شیعہ کہتے ہیں تو حضرت علی اس ارشاد نبوی سے ضرور استدلال کرتے۔ صحابہ کرام جب اپنے آقا کا یہ فرمان واجب الاذعان سنتے کہ حضرت علی حضور کے خلیفہ ہیں تو صحابہ کرام کسی اور شخص کو خلیفہ ہرگز نہ بناتے۔ آپ کا اپنی خلافت کو ثابت کرنے کے لیے کسی وقت بھی اس روایت سے استدلال نہ کرنا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہاں مولیٰ کے معنیٰ خلیفہ نہیں بلکہ ناصر، محب اور سردار ہے۔

نیز رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اپنی ظاہری حیات طیبہ کے آخری ایام گزار رہے تھے تو ایک روز حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور کی خدمت سے باہر آئے۔ حضرت عباس نے حضرت علی کو مشورہ دیا کہ آپ اس وقت خلافت کے بارے میں بارگاہ رسالت میں عرض کریں تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ حضور کے بعد منصب خلافت پر کون متمکن ہوگا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے جواب دیا کہ میں ہرگز حضور سے اس کے بارے میں استفسار نہیں کروں گا کیوں کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں خلافت کا مطالبہ کروں اور حضور مجھے اپنا خلیفہ مقرر نہ فرمائیں تو پھر ہمیشہ کے لیے ہم اس منصب سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

اگر اس حدیث سے حضور کا مقصد علی مرتضیٰ کی خلافت کا اعلان تھا تو پھر حضرت عباس کا یہ مشورہ دینا بے معنیٰ تھا اور سیدنا علی کا انہیں یہ جواب دینا بھی قابل قبول نہیں۔ اگر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف چند روز قبل خم غدیر کے موقع پر اپنے اس ارشاد گرامی سے علی مرتضیٰ کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیا ہوتا تو پھر اس احتمال کی گنجائش نہ تھی جس کے باعث حضرت علی نے حضرت عباس کے مشورہ کو مسترد کر دیا۔

شیعہ کا یہ کہنا کہ صحابہ کو اس نص کا علم تھا لیکن انہوں نے دانستہ اس کی پیروی

سے انکار کردیا۔ نیز شیعہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی نے اس وقت بطور تقیہ خاموشی اختیار کی۔ العیاذ باللہ، صحابہ کا آپ کو اتنا خوف تھا کہ آپ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اس واضح ارشاد کے بیان کرنے سے بھی دانستہ اعراض کیا۔ سیدنا علی مرتضیٰ کی شخصیت کا دامن اس قسم کے الزامات اور اتہامات سے مبرا اور منزہ ہے۔ کوئی شخص جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہے، سید السادات اور تمام بہادروں کے سردار علی مرتضیٰ کے بارے میں اس بزدلی اور تقیہ کا وہم وگمان بھی نہیں کرسکتا۔ یہ سراسر کذب وافترا ہے۔ علی مرتضیٰ کی بے عدیل شجاعت اور بے مثال قوت اور اعوان وانصار کی کثرت اس بات کی محتمل نہیں کہ آپ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ایک سچے اعلان کو کسی کی مخالفت کے خوف سے چھپایا ہو۔

ناظرین کو علم ہے کہ جب سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے مسئلہ پر مہاجرین و انصار میں اختلاف بڑی سنگین صورت اختیار کرگیا کہ خلیفہ کون ہوگا تو اس خطرناک صورت حال کے باوجود سیدنا ابوبکر صدیق نے پورے جوش وعزم کے ساتھ اپنے آقا کے اس ارشاد کا مجمع عام میں اعلان کردیا کہ حضور نے فرمایا ہے اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ کہ ''خلیفہ صرف قریش سے ہوگا۔'' تو اس وقت تمام انصار ومہاجرین نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کردیا اور کسی نے اف تک نہ کی۔ اور اگر اس ارشاد نبوی کا یہی مفہوم ہوتا جو شیعہ صاحبان کہتے ہیں تو علی مرتضیٰ اس دلیل سے اس حدیث کا اعلان کرکے اپنی خلافت پر استدلال کرتے اور صحابہ کرام میں سے کوئی بھی آپ کے بغیر کسی کو خلیفہ تسلیم نہ کرتا۔ ایسے اہم اور نازک موقع پر سیدنا علی مرتضیٰ کا جان بوجھ کر خاموش رہنا اور اپنی خلافت کی اس اٹل دلیل کو بیان نہ کرنا خود اس حقیقت کی ناقابل تردید دلیل ہے کہ حضور نے اپنے اس ارشاد گرامی سے کسی کی خلافت کا اعلان نہیں کیا تھا بلکہ مقصد صرف علی مرتضیٰ کے دامن پاک پر ان غلط الزامات کی گردوغبار کو دور کرنا تھا۔

آخر میں ہم خاندان نبوت کی جلیل القدر اور عظیم الشان شخصیات حضرت امام حسن کے صاحبزادے حضرت حسن المثنیٰ کا فیصلہ کن ارشاد گرامی ناظرین کی توجہ کے لیے پیش کرتے ہیں۔

حضرت حسن مثنیٰ سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ ارشاد نبوی مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی امامت وخلافت کے لیے نص ہے۔آپ نے فرمایا، اگر یہ نص ہوتی اور اس سے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی امامت وخلافت کو ثابت کرنا مقصود ہوتا تو حضور وضاحت سے یوں فرماتے:

یَاأَیُّھَاالنَّاسُ ھٰذَا وَالٍ بَعْدِیْ وَالْقَآئِمُ عَلَیْکُمْ بَعْدِیْ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْہُ۔

'اے لوگو! میرے بعد یہ (علی مرتضیٰ) تمہارے والی ہوں گے اور میرے بعد یہ تمہارے امور کے ناظم ہوں گے۔ان کا حکم سننا اور ان کی اطاعت بجالانا''۔

بخدا اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اپنا خلیفہ بتایا ہوتا اور آپ نے اس کا مطالبہ کرنے سے اجتناب کیا ہوتا تو یہ حضرت علی کی سب سے بڑی غلطی ہوتی۔(السیرۃ الحلبیہ ،جلد ۲،ص ۳۹۸)

(سیرت الرّسول المعروف ضیاء النبی، جلد ۴،ص ۷۸۷ تا ۷۹۰)

کتاب ضیاء النبی کی مفصل تحریر سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح وآشکارہ ہوجاتا ہے کہ رافضیوں کا ''حدیث غدیر'' کو دلیل بنا کر مولائے کائنات کو بلافصل خلیفہ ماننا ان بے دینوں کی ملمّع سازی، افتراء پردازی اور ظلم وزیادتی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔اب اس فرقے سے متعلق ان کے عقائد اور حکم شرعی ملاحظہ کریں۔

# رافضیوں کے عقیدے اور ان کا حکم

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت پیشوائے اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان رافضیوں کے ان دونوں کفروں کو واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

**رافضیوں کا کفر اوّل:**۔ (رافضی) قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ اس میں کچھ سورتیں امیر المؤمنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں۔ کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے۔ کوئی کہتا ہے یہ نقص وتبدیلی (کمی اور تبدیلی) اگرچہ ثابت نہیں محتمل (احتمال، شک) ضرور ہے۔ اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیلی کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل جانے بالاجماع کافر ومرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کررہا ہے۔

اللہ عزوجل سورۂ حجر میں فرماتا ہے: **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔** (پ/۱۴، سورۃ الحجرات، آیت/۹) بے شک ہم نے اُتارا قرآن اور بے شک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

بیضاوی شریف میں ہے: "**لَحٰفِظُوْنَ اَیْ مِنَ التَّحْرِیْفِ وَالزِّیَادَةِ وَالنَّقْصِ۔**" یعنی تبدیل وتحریف اور کمی بیشی سے حفاظت کرنے والے ہیں۔

جلالین شریف میں ہے: "**لَحٰفِظُوْنَ مِنَ التَّبْدِیْلِ وَالتَّحْرِیْفِ وَالزِّیَادَةِ وَالنَّقْصِ۔**" یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم خود اس کے نگہبان ہیں اس سے کہ کوئی اسے بدل دے یا الٹ پلٹ کردے یا کچھ بڑھا دے یا گھٹا دے۔

جمل میں ہے: "**بِخِلَافِ سَائِرِ الْكُتُبِ الْمُنَزَّلَةِ فَقَدْ دَخَلَ فِیْهَا التَّحْرِیْفُ وَالتَّبْدِیْلُ بِخِلَافِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ مَحْفُوْظٌ عَنْ ذٰلِكَ لَا یَقْدِرُ اَحَدٌ مِّنْ جَمِیْعِ الْخَلْقِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اَنْ یَّزِیْدَ فِیْهِ اَوْ یَنْقُصَ مِنْهُ حَرْفًا**

وَاحِدًا اَوْ کَلِمَۃً وَاحِدَۃً۔

یعنی بخلاف اور کتب آسمانی کے کہ ان میں تحریف وتبدیل نے دخل پایا، اور قرآن اس سے محفوظ ہے۔ تمام مخلوق جن وانس (جنات وانسان) کسی کی مجال نہیں کہ اس میں ایک لفظ یا ایک حرف بڑھا دے یا کم کردے۔

امام قاضی عیاض شفا شریف میں بہت سے اجماعی یقینی کفر بیان کر کے فرماتے ہیں: "وَ کَذٰلِكَ مَنْ اَنْکَرَ الْقُرْاٰنَ اَوْ حَرْفًا مِنْهُ اَوْ غَیَّرَ شَیْئًا مِنْهُ اَوْ زَادَ فِیْهِ" یعنی اسی طرح وہ بھی یقینا اجماعًا کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں کچھ بدلے یا قرآن میں اس موجود میں کچھ زیادہ بتائے۔۔۔

لہٰذا رافضی جماعت کے لوگ قرآن عظیم کو ناقص ماننے کی بنیاد پر کافر و مرتد ہیں۔

**رافضیوں کا کفر دوم:** ۔ ان (رافضیوں) کا ہر متنفس (فرد) سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتحیات سے افضل بتاتا ہے۔ اور جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے۔

شفا شریف میں انہیں اجماعی کفروں کے بیان میں ہے: "وَ کَذٰلِكَ نَقْطَعُ بِتَکْفِیْرِ غُلَاۃِ الرَّافِضَۃِ فِیْ قَوْلِهِمْ أَنَّ الْاَئِمَّۃَ اَفْضَلُ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ۔" اور اسی طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں ان غالی (حد سے بڑھنے والے) رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں،

ملّا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں "ھٰذَا کُفْرٌ صَرِیْحٌ۔" یہ (یعنی اماموں کو انبیاء سے افضل بتانا) کھلا کفر ہے۔

منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر میں ہے: "مَا نُقِلَ عَنْ بَعْضِ الْکَرَّامِیَۃِ مِنْ جَوَازِ کَوْنِ الْوَلِیِّ اَفْضَلُ مِنَ النَّبِیِّ کُفْرٌ وَ ضَلَالَۃٌ وَاِلْحَادٌ وَجِهَالَۃٌ۔"

وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبے میں بڑھ جائے یہ کفر وضلالت و بے دینی و جہالت ہے۔

شرح عقائد نسفی پھر طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے: " وَاللَّفْظُ لَهُمَا (تَفْضِيْلُ الْوَلِيِّ عَلَى النَّبِيِّ) مُرْسَلًا كَانَ اَوْلَا (كُفْرٌ وَ ضَلَالٌ كَيْفَ وَهُوَ تَحْقِيْرُ النَّبِيِّ) بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْوَلِيِّ (وَخَرْقُ الْاِجْمَاعِ) حَيْثُ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى فَضِيْلَةِ النَّبِيِّ عَلَى الْوَلِيِّ. الخ، باختصارہ." ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر وضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔ الخ، اختصارً ا۔

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے: "اَلنَّبِيُّ اَفْضَلُ مِنَ الْوَلِيِّ وَهُوَ اَمْرٌ مَقْطُوْعٌ بِهٖ وَالْقَائِلُ بِخِلَافِهٖ كَافِرٌ لِاَنَّهٗ مَعْلُوْمٌ مِّنَ الشَّرْعِ بِالضَّرُوْرَةِ. نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے،

اخیر میں امام اہل سنت قدس سرہٗ العزیز خلاصے کے طور پر فرماتے ہیں "بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار و مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے، ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی روشن تحریر سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوگئی کہ رافضی تبرائی بھی عام طور پر کافر ومرتد اسلام سے خارج ہیں۔ ان سے دوستی کرنا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ایمان کے لیے زہر قاتل ہے۔

# رافضیوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے کا انجام

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں کہ ”ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا جب اس کی نزع (موت) کا وقت آیا لوگوں نے حسب معمول اسے کلمۂ طیبہ کی تلقین کی، کہا کہ نہیں کہا جاتا، پوچھا کیوں؟ کہا یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں کہ تو ان (رافضیوں) کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر وعمر کو برا کہتے تھے اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے، ہرگز نہ پڑھنے دیں گے۔

مام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اس واقعہ کو نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ ”یہ نتیجہ ہے بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے کا، جب صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے بدگویوں (برا کہنے والوں) سے میل جول کی یہ شامت ہے تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست برخاست (اٹھنے بیٹھنے) کی آفت کس قدر شدید ہوگی، ان (رافضیوں) کی بدگوئی صحابہ تک ہے۔ اور ان (وہابیوں، دیوبندیوں) کی انبیاء اور سید الانبیاء تک۔“

(الملفوظ کامل حصہ دوم، ص ر ۸۹، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

بہت سے غافل سنی حضرات رافضیوں کے یہاں خاص طور پر محرام الحرام کے مہینے میں ان کی محفلوں میں شریک ہوتے ہیں، ان کے ساتھ کھانا کھچڑا وغیرہ کھالیتے ہیں ایسے غافل سنیوں کو خبردار کرتے ہوئے امام اہل سنت ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں ”روافض کے ساتھ کھانا کھانا، ان کی تقریباتِ سرور (خوشی کی محفلوں) میں شریک ہونا، اور جو امور ولاء و رروداد محبت پر دلالت کرتے ہیں ان سے احتراز و اجتناب (بچنے اور پرہیز کرنے) کی نسبت احادیث کثیرہ، واقوالِ ائمہ وافرہ متظاہرہ وارد ہیں۔

ازاں جملہ حدیث ابن حبان وعقیلی وغیرھما کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا: "لَا تُوَاكِلُوهُمْ وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا تُجَالِسُوهُمْ۔" نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ پانی پیو، نہ بیٹھو۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہے: "وَلَا تَرْكَنُوْا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔" ظالموں کی طرف رغبت نہ کرو کہ تمہیں چھوئے دوزخ کی آگ اور فرماتا ہے: "فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔" اور یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (فتاویٰ رضویہ)

لہٰذا مسلمانان اہل سنت پر لازم وفرض ہے کہ رافضیوں تبرائیوں سے بھی دور رہیں ان سے رشتہ ناتا، دوستی ومحبت نہ کریں ورنہ یہ اپنے ساتھ کل قیامت میں تم کو بھی جہنم میں لے جائیں گے۔

رافضیوں سے متعلق مزید تفصیل جاننے کے لیے امام اہل سنت کا رسالہ ''ردالرفضہ'' اور ''مقالات شارح بخاری جلد اول'' اور ''اسلام اور خمینی مذہب'' اور ''فتاویٰ شارح بخاری جلد سوم'' تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنہ وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔ (باطل فرقوں کے عقیدے، ص ر ۶۴ تا ۶۸)

اب راقم اپنے مضمون کے اخیر میں دشمنان صحابہ کے عبرت ناک انجام معتبر حوالے سے اس نیت سے پیش کرتا ہے تاکہ اسے پڑھ کر اس خطرناک اور بھیانک فتنے میں گھسنے سے سنی مسلمان خود بچیں اور اپنے متعلقین کو بچائیں۔ ورنہ کل قیامت میں یہ اپنے ساتھ تم کو بھی جہنّم میں لے جائیں گے۔

## رافضیوں کے عبرت ناک انجام

خلیفہ معتصم باللہ کے دور میں ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ رہا حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب وفاء الوفا جلد اوّل ص ر ۴۲۹ پر تحریر فرماتے ہیں ''اس زمانہ میں مسجد نبوی شریف اور مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ تھا۔ قاضی شہر اور مسجد نبوی کے امام وخطیب سب روافض ہی تھے یہاں تک کہ ابن

فرحون کا بیان ہے کہ کوئی شخص مدینہ منورہ میں اہل سنت و جماعت کی کتابوں کو علانیہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔ علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ والرضوان اس زمانے کا ایک دوسرا بھیانک اور عبرت انگیز واقعہ اسی کتاب وفاء الوفا جلد اول ص ۴۷۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حلب (ملک شام) کے رافضیوں کی ایک جماعت سے مدینہ کا حاکم مل گیا اور بہت سا مال وزر رشوت لے کر ان لوگوں کو حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جسم مبارک کو نکال کر لے جانے کی اجازت دے دی۔ اور جب وہ لوگ زمین کھودنے کے لیے بہت سے ہتھیار اور ساز و سامان لے کر باب السلام سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے اور حجرہ شریف کی طرف چلے تو حضرت شیخ شمس الدین صواب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو سنی صحیح العقیدہ اور خادم حرمین نبوی کے افسر تھے وہ اس واقعہ کے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: واللہ ما وصلوا المنبر حتیٰ ابتلعتهم الارض جميعهم ما كان معهم من الاٰلات ولم يبقىٰ لهم اثر یعنی خدا کی قسم وہ لوگ ابھی منبر شریف تک بھی نہ پہنچے تھے کہ اچانک ان کو اور ان کے سارے ساز و سامان کو زمین نگل گئی اور ان کا نام و نشان مٹ گیا۔ (بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول، ص ر ۵۶ اور خطبات محرم، ص ر ۶۴ مصنفہ حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ)

اس کے بعد انہیں شیخین کریمین کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے کا عبرتناک انجام صاحب روح البیان پارہ ر ۵، ص ر ۸۴ پر تحریر فرماتے ہیں "حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا، ہم نے ایک شخص کو امیر قافلہ منتخب کر کے اس کی ہدایت پر سفر کرتے رہے۔ چلتے چلتے ہم ایک جگہ رات گزارنے کے لیے اترے تو وہ بد بخت یعنی ہمارا امیر قافلہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دینے لگا ہم نے اسے ہر چند سمجھایا لیکن اس نے ہماری ایک نہ مانی۔ جب ہم صبح کو اٹھے اور وہاں سے چلنے کے لیے سامان سفر

باندھا تو حسب دستور اس کے سفر کی تیاری کے آثار نظر نہ آئے۔ ہم چل کر اس کے یہاں پہنچے تاکہ معلوم کریں کہ کیا ماجرا ہے کہ آج وہ سفر کے لیے تیار نہ ہو رہا ہے۔ آکر دیکھا تو وہ جانور کی شکل میں تبدیل ہو چکا تھا اور لوگ اس کے پاؤں ایک بڑی چادر سے ڈھانکے ہوئے تھے، ہم نے اسے علیحدہ کیا، تو دیکھا کہ اس کے پاؤں خنزیر کی طرح ہو گئے تھے۔ ہم نے اس کا سامان سفر باندھا اور اسے پکڑ کر اس کی سواری پر بٹھایا لیکن وہ سواری سے چھلانگ لگا کر نیچے اترا اور خنزیر کی طرح تین آواز نکالا اور بھاگ کر خنزیروں سے جا ملا۔ پھر مکمل خنزیر کی شکل میں ہو گیا۔ اس کے بعد ہم میں سے کوئی اسے پہچان نہ سکا کہ ان خنزیروں میں ہمارا امیر قافلہ کون سا ہے۔ یعنی مکمل طور پر خنزیر ہی ہو گیا''۔

اسی طرح چشم و چراغ خاندان برکات نور العارفین، سرکار نوری میاں مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت مرشد المرشد اچھے میاں قدس سرہما میرے جد امجد کے علاتی بھائی جُمّا میاں کے تعزیہ کو جو انہوں نے خانقاہ میں بنایا تھا۔ خانقاہ سے نکال کر باہر کروایا حالاں کہ آپ نے کبھی فقیری اور درویشی وغیرہ کسی بات کو دعویٰ کے ساتھ نہیں فرماتے تھے، لیکن اس وقت غصہ کی شدت میں اپنی داڑھی پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا اے جمّا! جس رافضی کو چاہو، اس کی قبر کھود کر دیکھ لو اگر وہ انسان کی بجائے سوّر نہ ہو تو فقیر کو فقیر نہ کہنا۔ (سراج العوارف، ص ر ۱۷۷)

ہمارے دادا پیر حضرت نوری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی مذکورہ بالا روایت کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ رافضی یعنی شیعہ عقیدہ والے کا چہرہ قبر ہی میں خنزیر جیسا ہو جاتا ہے۔

لگے ہاتھ رافضیوں کے متعلق اور کچھ بزرگوں کے فرمان ملاحظہ کر لیں۔

مشہور ولی اللہ حضرت بشر بن حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ سارے

لوگوں کو توبہ کی توفیق مل جاتی ہے مگر اصحاب رسول پر تنقید کرنے والوں کو توبہ واستغفار کی توفیق نہیں ملتی ہے۔ کیوں کہ اللہ عزّوجلّ نے ان سے توبہ کی توفیق سلب کرلی ہے۔
(انظر المجالس وجواہر العلم، ج ر ۷، ص ر ۳۹۷)

خواجہ غلام حسن نقشبندی (پیر سواگ) آپ کا وصال پر ملال ۱۳۵۸ھ ہے۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ گزرے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست مبارک پر ہزاروں ہندو مسلمان ہوئے اور لاکھوں لوگوں نے اپنے گناہوں سے توبہ وبیعت کی۔

آپ فرماتے ہیں۔ ہندوؤں کی مثال اس درخت کی طرح ہوتی ہے جس کا تنا سڑ گیا ہو لیکن جڑیں ہری ہوں۔ (ان جڑوں میں تبلیغ دین کا) پانی ڈالنے سے تنے کے ہرا ہونے کی امید ہوتی ہے۔ لیکن رافضی یعنی شیعہ کی مثال اس سڑے ہوئے درخت کی طرح ہے جو جڑوں سمیت سڑ گیا ہو اور پانی کی وافر مقدار بھی اسے ہرا نہ کرسکتی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ میرے ہاتھوں پر کراڑ (بدترین ہندو) مسلمان ہوگئے لیکن ایک بھی شیعہ تائب نہ ہوسکا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ایمان عافیت کا سوال کرتے ہیں اور رفض وکفر سے اللہ عز وجل کی پناہ چاہتے ہیں۔ مسلمان ان واقعات وروایات کو بغور پڑھیں اور پڑھائیں اور اس باطل فرقے سے دور ونفور رہیں۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ حق سننے، حق قبول کرنے اور حق پر عمل کی توفیق خیر بخشے آمین بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

علامہ ہدایت رسول رام پوری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

صحابہ کے دشمن رہیں خوار ہر جا
محبوں پہ فضل خدا تاج والے
نہ لے کافروں سے مدد کوئی سنّی
صلح کل کا فتنہ مٹا تاج والے
تیرا پاک نائب تیرا سچّا وارث
تیرا بندہ احمد رضا تاج والے
تیرے دشمنوں کے کلیجوں میں دل میں
لگاتا ہے تیرِ رسا تاج والے

تیرے واسطے میں ہدایت کی تیرے ‌ ‌ یہی ہے خدا سے دعا تاج والے
زمانے میں جب تک زمانہ ہے باقی ‌ ‌ رہے نام احمد رضا تاج والے

## ایک ضروری نوٹ

سنی خوش عقیدہ مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ موجودہ ''مولائی فرقہ'' کے رد میں جماعت اہل سنت کے مخصوص علمائے اہل سنت کے بیانات نیٹ پر ضرور سماعت کریں اور عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔ ان اساطین اہل سنت نے بروقت معتبر اور مضبوط حوالوں سے اس فتنے کی خرابیوں کو آشکارہ کرتے ہوئے ہماری صحیح رہنمائی فرمائی ہے۔ ان میں سے چند اسمائے کرام یہ ہیں۔ (۱) محقق عصر حضرت مفتی اختر حسین صاحب قبلہ قادری دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی ضلع بستی (۲) کنز العلما ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی پاکستان (۳) حضرت علامہ مولانا مفتی شہزاد عالم صاحب قبلہ رضوی جامعۃ الرضا بریلی شریف (۴) فاضل بغداد حضرت علامہ مولانا انیس عالم سیوانی، لکھنؤ (۵) حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد رضوی جامعہ امجدیہ گھوسی (۶) حضرت علامہ مولانا صوفی کلیم حنفی صاحب قبلہ رضوی، کرلا ممبئی۔ (۷) حضرت مولانا مفتی ساجد علی صاحب قبلہ رضوی مصباحی مدظلہ العالی وغیرہ وغیرہ

مذکورہ بالا خلفائے تاج الشریعہ نے ماشاء اللہ ردّ رفضہ کے ساتھ ہی ساتھ ماہِ محرم میں مروجہ تعزیہ داری اور ڈھول تاشہ بجانے اور بجوانے والے افراد کی فتاویٰ رضویہ وغیرہ کتبِ فقہ کے حوالے سے بہت عمدہ پیرائے میں تردید کی ہے اور ان بدعات محرمہ سے مسلمانوں کو دور و نفور رہنے کی تلقین بھی فرمائی ہے۔ مولائے کریم ہمیں اور جملہ اہلِ سنن کو دورِ حاضر کے غیر ذمہ دار مولویوں اور پیروں کے جھانسے میں آنے سے بچائے اور محرم کے ان خرافات و بدعاتِ محرمہ سے بھی بچائے اور حکمِ شرع پر عمل کرنے کی توفیقِ خیر بخشے، آمین ثم آمین

# ایک ایمان افروز پیغام سنی مسلمانوں کے نام

از۔گل گلزارِ رضویت حضرت مولانا ابوالحسنین محمد عمر فاروق صاحب قبلہ قادری رضوی مدظلہ العالی ,وہاڑی ,پنجاب

حرام کاموں اور گستاخانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وگستاخانِ صحابہ واہلبیت سے تعلقات کوترک کئے بغیر شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ ناممکن ہے۔تم کیا سمجھتے ہو کہ اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک کے احکام کو پیٹھ دکھا کر کامیاب ہو جاؤ گے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

یہ تمہارے غیروں کی طرف بڑھتے ہوئے قدم تمہیں دن بدن غیروں کے غلام بنارہے ہیں جس سے تم اپنی دینی ودنیاوی عزت ,شان وشوکت سے دن بدن محروم اور ذلت کی دلدل میں پھنستے جارہے ہو۔کاش!تم سنی اکابرین کے نقش قدم پر چلتے اور انہیں ہی اپنا رہبر ورہنما تسلیم کرتے نیز اکابرین کی تعلیمات وفرمودات کے مطابق عمل کرتے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے موافق متحد ہوتے تو آج تمہاری یہ حالت نہ ہوتی ۔

یوں نہ ہوتے اسیرِ ذلت تم
سنتے گر ہوشیار کی باتیں

(حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ)

# تصدیق وتائید

## فاضل بغداد، حضرت علامہ انیس عالم سیوانی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت صوفی باصفا، خلیفۂ بدر ملت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قبلہ دام فیضہ نے ''مولائی فرقہ کی حقیقت'' کتاب جو ترتیب دی ہے وہ ماشاء اللہ اس کے مشمولات بہت عمدہ ہیں، انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہچانے کی ضرورت ہے۔

آج کی مذہبی ضرورت یہ ہے کہ علمائے اہل سنت اور ائمۂ مساجد اپنی تحریروں، تقریروں میں دیوبندیوں، وہابیوں کیساتھ ساتھ رافضیوں کی بدعقیدگی اور بد دینی سے عوام اہل سنت کو آگاہ کریں۔

بہت سے ڈوبلی کیٹ، بنے ہوئے، نام کے سید اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت کے پردے میں صحابۂ کرام کی توہین اور رافضیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

ان کا مقصد اہل بیت نبوت کی تعریف وتوصیف نہیں اور نہ ہی اہل بیت سے ان کا کوئی تعلق۔ وہ اہل بیت کا نام لیکر ان پاک اور مقدس ناموں کے بہانے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار، وفا شعار صحابہ کی تنقیص کرنا چاہتے ہیں، تصوف، صوفیت، پیری مریدی یا سیدی کی آڑ میں رافضیت کا ننگا ناچ ناقابل قبول بلکہ گمراہی ہے۔

صحیح النسب سادات کرام ہرگز ہرگز نہ کسی صحابی کی توہین کرتے نہ ان کی شان گھٹاتے بلکہ وہ کسی عام اہل ایمان کی بھی تحقیر گوارہ نہیں کرتے چہ جائیکہ اصحاب رسول اکرم جن کے بارے میں قرآن میں آیا وکلا وّعد اللہ الحسنیٰ اور اللہ نے تمام صحابہ کیساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا۔(سورۃ النساء آیت ۹۵) سارے کے سارے صحابہ

بشمول حضرت امیر معاویہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابو سفیان، حضرت حبشی رضی اللہ عنہم اجمعین دنیا جہان کے تمام اہل ایمان سے افضل و بہتر ہیں، انبیاء کے بعد بشر میں کوئی بھی شخص کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔

صحیح النسب سادات کرام کی محبت و تعظیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے سبب ہے اور ان حضرات عالیہ سے محبت اور ان کا احترام درحقیقت سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے محبت ہے اور اہل بیت کرام کی تعظیم وتوقیر اہل ایمان کی پہچان ہے، مگر ہر تعظیم وتوقیر شریعت کے دائرے ہی میں محمود، شریعت سے باہر جو تعظیم ہوگی وہ محمود نہیں مکروہ ہوگی۔

آج کل جس طرح خانقاہوں، درگاہوں سے رفض وخروج کی اعانت ہو رہی ہے وہ سنّیت کے لیے زہر ہلاہل ہے، ہر وہ شخص جو مزاروں پہ مجاوری کر رہا ہے، یا جو مزارات اولیاء پہ جاتا ہے یا کسی پیر یا بابا سے تعلق رکھتا ہے ضروری نہیں کہ اس کے عقائد اہل سنت کے موافق ہوں، بہت سے لوگ اپنی ضرورت یا تجارت وروزی روٹی کے سبب مزاروں اور درگاہوں پہ بیٹھے ہیں۔ مزارات اولیاء سے ان جیسوں کی وابستگی عقیدت ومحبت کی بنا پر نہیں بلکہ دنیاوی مجبوری ہے ان کے عقائد وہابیوں، دیوبندیوں اور شیعوں کے ہیں۔

واضح رہے کہ وہابیہ دیابنہ اپنے عقائد کفریہ خبیثہ کے باعث اور روافض اپنے من گڑھنت فرضی عقائد اور جھوٹی محبت اہل بیت کے سبب گمراہ بددین ہیں اور جس کے عقائد میں قرآن میں کمی یا بیشی ہوچکی معاذ اللہ، یا جو حضرت علی کو خدا مانتے ہیں یا انبیاء سے افضل بتاتے ہیں یا صحابہ کی تکفیر اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے منکر ہیں وہ سب دائرۂ اسلام سے خارج کافر ومرتد ہیں، اس قسم کے باطل عقائد خواہ کسی پیر کے ہوں یا صوفی کے یا مجاور کے یا کسی نام نہاد سید کے وہ اس کا اہل سنت سے ہرگز ہرگز کوئی تعلق ورشتہ نہیں، کوئی دیوبندی، وہابی یا شیعہ رافضی لاکھ مرتبہ اپنے کو

سید بتائے یا یہ کہے کہ وہ فلاں حضرت کا بیٹا و جانشین ہے مسلمانوں کو اس کے فریب میں نہ آنا چاہیے، اس قسم کے بہت سے رافضی تبرائی اجمیر شریف اور دوسری درگاہوں پہ تقیہ کر کے سنّیوں کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔

اہل سنت کے علماء، ائمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عوام کو بار بار یہ بتائیں کہ مزارات پہ بیٹھے ہوئے جاہل، دنیا دار، شریعت و سنّیت سے بیزار مجاوروں، خادموں اور باباؤں کو ہرگز ہرگز روپیہ پیسہ نہ دیں اور نہ ان کے ہاتھوں سے چادر پھول پیش کروائیں، ایسے مجاور جو داڑھیاں منڈائیں، تاش کھیلیں، نوجوان عورتوں کے بدن پر ہاتھ رکھ کر دعا کریں، منت پوری ہونے کے لیے پیسے کا مطالبہ کریں، فلمیں دیکھیں، وہ نہ پیر نہ فقیر نہ بابا بلکہ شیطان کے چیلے ہیں۔ ان سے دور رہنے ہی میں ایمان وعقیدے کی خیر ہے، بی جے پی حکومت میں جب دہشت گردی کے الزام میں وہابیوں دیوبندیوں کی دھر پکڑ شروع ہوئی تو کوئی سہارا نہ پا کر جمعیت العلمائی مولوی سرکار خواجہ پاک کی بارگاہ میں پہنچ گئے، ظاہر ہے وہ عقیدت میں تو گئے نہیں۔ اس لیے کہ وہابی عقیدے کے مطابق جتنے اولیاء اللہ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سب مر کر مٹی میں مل گئے، یہ مزارات شرک کے اڈے ہیں، ان کو توڑ دینا ہی حقیقی توحید ہے معاذ اللہ رب العالمین، غرضیکہ جمعیت العلمائی مولویوں کا اجمیر شریف میں جلسہ کرنا اور حاضری دینا اور بے بہرے ضمیر فروش لالچی مجاوروں کا ان بدعقیدوں کے سروں پر پگڑ باندھنا، پولیس سے بچنے بچانے کی ترکیب اور سنی عوام کو فریب دینے کی سازش کے سوا کچھ نہیں۔ اس لیے دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ کہیں آپ بھی کسی فرضی سیّد اور نام نہاد پیر بابا کے چکر میں پڑ کر رافضیت کے شکار تو نہیں بن گئے ہیں۔

اہل سنّت میں سادات کے مشہور گھرانے بلگرام شریف، کالپی شریف مارہرہ شریف اور مسولی شریف وغیرہ ان کے علاوہ بھی بہت سے سادات کرام کے خانوادے ہیں وہ سب ہمارے لیے قابل احترام ہیں، لیکن آج کل جس طرح نئے

نئے سادات کی انٹری ہورہی ہے پھران سے بد مذہبی ظاہر ہورہی ہے وہ سنیت کے لیے خطرے کا الارم ہے، سید کے نام پر بعض ہمارے خطباء، شعرا اور جھوٹے، احمق ناظم فوراً ہی کسی کو اولادِ رسول، اولادِ علی، اولادِ فاطمہ، اولادِ غوث اعظم بتانے لگتے ہیں، پھران کی جھوٹی سچی، من گڑھت کہانیاں اور فرضی کرامتوں کا ذکر خبیث، بہت افسوس کی بات ہے۔

ان خطبا، علما، شعراء اور بالخصوص نظمائے اجلاس سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ کسی کو بھی ان الفاظ سے موسوم کرنے سے قبل اس کے عقائد تو معلوم کرلیں، ایسا نہ ہو کہ جس کی دست بوسی، قدم بوسی کرکے آپ نے اپنی ٹی آر پی بڑھائی وہ شخص حضرات شیخین ابوبکر وعمر وحضرت سیدنا عثمان ذوالنورین، وحضرات ساداتنا طلحہ، زبیر، امیر معاویہ، ابوسفیان وعمرو بن العاص وام المومنین سیدہ صدیقہ عائشہ وبنات رسول پاک سیدہ زینب ورقیہ وام کلثوم کے منکر وگستاخ ہو۔

اللہ ایسے فساق فجار روافض، خوارج ننگ دین، ننگ اسلام، شیطان صفت، پیر، فقیر، بابا، مجاوروں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

آج کے دور میں سچی سنیت کی پہچان حسام الحرمین اور فتاویٰ رضویہ ہے جس کا اجمالی نام ''مسلک اعلیٰ حضرت'' ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا وہ مطلب نہیں جو کچھ چالاک قسم کے مولویوں، پیروں، فقیروں اور قلمکاروں نے نکال رکھا ہے کہ ضرورت سمجھ کر اعلیٰ حضرت کی تعریف کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت پر اداریہ اور مضمون لکھتے، کتابیں اور رسالے تصنیف کرتے، فضائل اعلیٰ حضرت پر لمبے چوڑے مضمون تحریر کرتے، لچھے دار تقریریں کرتے۔ لیکن درپردہ مسلک کی جڑ کاٹتے ہیں۔

کہیں وہابیوں سے یاری، کہیں دیوبندیوں سے رشتہ داری، کہیں رافضیوں سے ملنساری، عجیب وغریب ہے صلح کل کی مہاماری۔

ایسے چاپٹر لوگوں سے بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے یہ چالباز لوگ اعلیٰ

حضرت کے نام سے دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں، بہت سے ان میں سچا پکا اعلیٰ حضرت والا ظاہر کرتے ہیں، بتاتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا مرید وخلیفہ ہوں، کوئی دعویدار ہے کہ سرکار مفتی اعظم کا خاص الخاص مرید، بعض اپنے کو خلیفہ بتاتے ہیں حالانکہ ان کی حرکتیں ایسی کہ مسٹر طاہر الپادری کی روح شرما جائے، جو شخص مفتی اعظم اور تاج الشریعہ کا مرید وخلیفہ ہوگا وہ ان بزرگوں کے فکر ونظر کا حامی ومبلغ ہوگا نہ کہ نعرہ اعلیٰ حضرت کا اور کام اشرف علی تھانوی والا، یہ کون سی سنیت ہے؟ اسی قسم کے اندیشوں کو آج سے کچھ نصف صدی پیشتر محسوس کر کے حضرت سید العلماء علامہ سید آل مصطفی میاں مارہروی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا تھا:

یا الٰہی! مسلک احمد رضا خاں زندہ آباد
حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

اور امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمنان صحابہ کو رگڑا دیتے ہوئے خوب ارشاد فرمایا:

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
اولیں دافع اہل رفض وخروج
چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام
جس کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

انیس عالم سیوانی، لکھنؤ
یکم رصفر ۱۴۴۶ھ

# تصدیق وتائید

شہزادۂ حضور بدر العلما، حضرت مولانا مفتی محمد رابع نورانی صاحب قبلہ رضوی بدری زید مجدہ
استاذ و مفتی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

باسمہٖ تعالی

نحمدہٗ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

زیر نظر کتاب موسوم بہ مولائی فرقہ کی حقیقت مرتبہ: ناشر مسلک رضویت محب گرامی حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قادری رضوی نوری نگران اعلی مدرسہ گلشن بدر رضا رضا نگر ہشام پور بذریعہ مبلغ مسلک اعلی حضرت مولانا عبید الرضا عرف شاہ عالم صاحب نوری بانی مدرسہ گلشن بدر رضا رضا نگر ہشام پور ضلع بلرام پور وہاٹس ایپ (WhatsApp) پر موصول ہوئی۔

زیر نظر کتاب میں مرتب نے رد رفض وتفضیل کے سلسلے میں اکابر امت کے اقوال پیش کئے ہیں ان کی عبارات کے حوالے نقل کئے ہیں، میں اقوال وعبارات اکابر امت سے متفق اوران اقوال وعبارات کی تائید کرتا ہوں۔

ہمیں نہ محبت صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے نام پر ناصبیت وخارجیت قبول نہ ہی حب اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم کے نام پر رافضیت وسبائیت قبول، ہمیں ان سب سے نفرت ہے جن کے سطور پڑھئے تو وہاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا نام محرر ہوگا مگر بین السطور بغض اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم مسطور ہوگا یا جن کے سطور پڑھئے تو وہاں اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم کا ذکر محرر ہوگا مگر بین السطور بغض صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم مسطور ہوگا، اگر فکری انحرافات کے شکار اس علمی زبان میں میری بات نہ سمجھ سکے ہوں تو آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیں جن کی زبان پر نام صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم آئے ظاہر یہ کریں کہ وہ دفاع صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کر رہے ہیں مگر دل بغض اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم سے پراگندہ ہو، حد یہ ہو جائے کہ کبھی وہ دل کا نفاق زبان وقلم کو آلودہ کردے یا جن کی زبان پر نام اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم آئے ظاہر یہ کریں کہ وہ دفاع اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم کر رہے ہیں مگر دل بغض صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے پراگندہ ہو،

حد یہ ہو جائے کہ کبھی وہ دل کا نفاق زبان وقلم کو آلودہ کردے، ایسے ہر شخص سے ہمیں سخت بعد ونفور ہے وہ ہمیں ہرگز برداشت نہیں۔

اس سلسلے میں ہم اہل حق کا مسلک اعتدال و وسطیت پر مبنی ہے ہم سرشاران محبت اہلِ بیت وصحابہ کرام ان نفوس قدسیہ کو وہ سمجھتے ہیں جو اپنے کے عہد کے سرخیل عاشقان رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم یعنی اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالی نے اس شعر میں کہا ہے:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور ☆ نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

ہمارا دل ایک طرف اہلِ بیت کی الفتوں سے معمور ہے تو دوسری جانب اس کی شبستاں صحابہ کرام کی محبتوں سے روشن ومنور ہے۔

اس کتاب کے مرتب یعنی ناشر مسلک رضویت محب گرامی حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قادری رضوی نوری کی یہ پہلی کتاب نہیں، اس سے پہلے بھی موصوف بہت کتابیں لکھ کر شائع کر چکے ہیں، رد وہابیت پر بھی ان کی تحریریں ہیں، میرے والد گرامی حضور بدر ملت علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان پر بھی کام کیا ہے حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی حالات زندگی پر مشتمل کتاب بنام "معارف بدر العلماء" اور حضرت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کا مجموعہ مسمی بہ "فتاوی بدر العلماء" ان کی جد جہد سے منصۂ شہود پر آئے اور اسکے علاوہ بھی ان کی خدمات ہیں۔

اخیر میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالی ان کے مساعی جمیلہ قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق بخشے آمین بجاہ سید المرسلین وصلی اللّٰہ تعالی وسلم علی خیر خلقه ونور عرشه سیدنا محمد ﷺ وعلیٰ آلهٖ و صحبهٖ وجنودهٖ و ابنه الغوث الاعظم البغدادی ووعطائه فی الهند خواجه الاجمیری وشهید محبته اعلی الحضرة البریلوی اجمعین

محمد رابع نورانی بدری
استاذ ومفتی دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف وسجادہ نشین
آستانہ بدر ملت علیہ الرحمہ بڑھیا سدھارتھ نگر

۲ رصفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۸ راگست ۲۰۲۴ء

# فقیر قادری کی اشاعتی سرگرمیاں

بفضلہٖ تعالیٰ وبعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ۲۴، ۲۵ سال کے عرصے میں اس گدائے رضوی کی جدوجہد سے مندرجہ ذیل کتب طبع ہوکر ملک وبیرونِ ملک تک پہنچ چکی ہیں۔ اور بحمدہٖ تبارک وتعالیٰ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے:

(۱) ازالۃ العار (۲) حقیقتِ نکاح (۳) مضامین بدرِ ملت (۴) مکتوباتِ بدرِ ملت (۵) رسائل بدرِ ملت (۶) نورانی گلدستہ (۷) اظہارِ حق مع تحقیقی جواب (۸) تذکرۂ سرکار غوث وخواجہ (۹) ضمیمہ فتاویٰ مصطفویہ (۱۰) معارفِ بدر العلماء (۱۱) وہابیت اپنے مکر وفریب کے آئینے میں (۱۲) نوری یسر القرآن (۱۳) تعمیر ادب مکمل سیٹ مع تصحیح واضافہ (۱۴) تعمیر قواعد حصہ اوّل، دوم (۱۵) مناظرۂ بریلی (۱۶) لاؤڈ اسپیکر مع تحقیقاتِ اکابر اہلسنّت (۱۷) تین اعتقادی رشتے (۱۸) ہدایۃ البرایہ (۱۹) حدائق بخشش (۲۰) ذوقِ نعت (۲۱) سامانِ بخشش (۲۲) نورِ ہدایت (۲۳) احکامِ شرعیہ بر عقائد وہابیہ (۲۴) تقریر منیر (۲۵) مختصر تذکرہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (۲۶) اذان کی شرعی حیثیت (۲۷) تلمیحاتِ رضا (۲۸) شیر سنّت کا پیغام سنّی مسلمانوں کے نام (۲۹) تحقیقی محاسبہ (۳۰) مسئلہ مرغوب (۳۱) فیضانِ دُعا (۳۲) تجانب اہلسنّت (۳۳) طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ (۳۴) امتیازِ اہلسنّت (۳۵) ہندوستان کا قدیم مروّجہ پردہ (۳۶) فتاویٰ بدر العلماء (۳۷) اربعین شدّت (۳۸) لہو بولتا ہے (۳۹) الصّوارم الہندیہ مع جدید تصدیقات (۴۰) بدمذہبوں سے میل جول (۴۱) قبالۂ بخشش (۴۲) اقوام البیان باَنَّ الْحبیب لَا یخْلُو منہ زمان و لا مکان (۴۳) مدارِ نجات (۴۴) پیکر رُشد وہدایت حضور بدرِ ملت (۴۵) آئینۂ صلح کلیت (۴۶) فتاویٰ الحرمین (۴۷) عطیہ ربانی در مقالہ نورانی (۴۸) موجودہ حالات میں مسلمان کیا کریں؟ (۴۹) تذکرۂ حضور بدر ملت مع حرمین شریفین (۵۰) فضیلت علم دین اور قرآن صحیح پڑھنے کا طریقہ (۵۱) تحریک دعوت اسلامی: مفید یا غیر مفید (۵۲) بزرگوں کے فرمودات ونگارشات (۵۳) ردِّ صلح کلّیہ ماخوذ از فتاویٰ حشمتیہ (۵۴) تصویر کشی اور ویڈیوگرافی کا شرعی [illegible] (۵۵) مولائی فرقے کی حقیقت۔

ان کتب دینیہ کے علاوہ دورِ حاضر کے فرقہائے باطلہ وہابیہ دیوبندیہ اور رافضیہ وغیرھم کے رَد میں ہزارہا ہزار پوسٹر، پمفلٹ وغیرہ چھپوا کر دور دراز مقامات تک پہنچانے کی رب کریم نے توفیق عطا فرمائی۔ پروردگار عالم ان تمام خدماتِ دینیہ کو اپنے محبوبِ پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے وطفیل قبول فرمائے اور اخیر وقت تک اپنی رضا اور اپنے محبوب کی خوشنودی والے کاموں میں منہمک ومشغول رکھ کر خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین ثم آمین


فقیر عبد الصمد قادری اورنگ آبادی عفی عنہ مدرسہ گلشن بدر رضا ہشام پور ضلع بلرام پور، یوپی

۱۰؍صفر ماہِ اعلیٰ حضرت ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶؍اگست ۲۰۲۴ء جمعہ مبارکہ 9764135477



**Jamaat Raza-e-Mustafa Darul Uloom Ziya-e-Akhtar Committee**

Waqf No. 3-0333/A-1551, South Side Resham Ward, Indar Pura, Surat, Gujrat- 395001 Mob: 9879522240